AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Haroof e Muqattat : Hirschfeld Aur Edward Goosen’s kay Afkaar ka Tajziyati Mutalya

Author (s): Dr. Syeda Maryam Shah
Dr. Sumera Rabia

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Credit, Debit Aur Charge Card kay Zariye hony Waly Muasir Maali Muamlaat ka Sharyi Jaiza”, AL-ILM 5 no 1 (2021): 234-256

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

حروف مقطعات: ہرشفیلڈ اور گوسنز کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر سیدہ مریم شاہ*

ڈاکٹر سمیرا ربیعہ**

Abstract

Mystical letters are among the miracles of Quran. These mystical letters are present at the start of Quranic Surah's (Chapters). These are among the mutashabihat (Analogies) of Quran. Muslim scholars tried to define their meanings. Like other aspects of Quran and Hadith orientalists talk about mystical letters of the Quran. This article analyses the theories of Hartwig Hirschfeld and Edward Goossens regarding mysterious letters of Quran. What are their views about mystical letters of the Quran? Are their views according to the Islamic point of view of mystical letters? What are the deviations and differences as compared to traditional Islamic point of view of mystical letters? This research has been analytical by nature, both qualitative and analytical methods have been implemented. Analyses of their views in the light of traditional Islamic concept of mystical letters, shows that Orientalists including Hartwig Hirschfeld and Edward Goossens thought that mystical letters are not the part of revelation. According to them these are the names of the sources from which different chapters of the Quran had been taken during its compilation. They are the old names and introductory words about sorah like Bismillah.But evidence shows that Quran being the book of Lord is unchanged and mystical letters are a part of it. Even some orientalists argue that the opinion of Hartwig Hirschfeld and Edward Goossens is not correct.

***Keywords**: interfaith harmony, present era, divine books, religious personalities, peace*

تعارف

قرآن مجید جس کا نزول خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر ہوا۔ یہ مقدس کتاب ہر لحاظ سے سراپا اعجاز ہے۔ اس کا ہر پہلو پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اس لیے جب سے اس کا نزول ہوا اسی وقت سے اس نے نوع انسانی کے ہر طبقہ کے ذہین اور سنجیدہ افراد کو اپنی طرف متوجہ کیے رکھا ہے۔ حروف مقطعات کا شمار بھی قرآن مجید کے اعجازات میں ہوتا ہے۔ قرآن پاک کی انتیس سورتوں کے آغاز میں کچھ مخصوص الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ان حروف کو ملا کر لکھا جاتا ہے، لیکن پڑھا الگ الگ جاتا ہے۔ انہیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے۔ جمہور صحابہ و

* ادارہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج ویمن یونیورسٹی، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سیالکوٹ۔

تابعین اور علماء امت کے نزدیک راجح قول یہی ہے کہ ان کے معنی اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔ انتیس سورتوں کے آغاز میں جو حروف استعمال ہوئے ہیں ان میں سے تکرار کو ختم کریں تو ان حروف کی تعداد چودہ رہ جاتی ہے۔

اسلام کے متبعین جہاں اسلامی تعلیمات کی حفاظت کرتے رہے ہیں وہاں متعصبین اور منکرین دین اسلامی تعلیمات کی من مانی تاویلات اور توجیہات پیش کر کے دین حق کی راہ مسدود کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہے ہیں۔ مستشرقین جس طرح قرآن مجید کے دیگر پہلوؤں کو اپنی تحقیق اور پھر اس کے بعد بے جا اعتراضات کا نشانہ بناتے رہے ہیں اسی طرح قرآن پاک کی سورتوں کے آغاز میں موجود حروف مقطعات بھی ان کی تنقید سے محفوظ نہیں رہ پائے۔ انھوں نے حروف مقطعات کے حوالے سے من چاہے اور بے بنیاد نظریات پیش کیے۔ جس پر نہ صرف وہ خود اختلافات کا شکار ہوئے بلکہ کسی نتیجے پر بھی نہیں پہنچ پائے۔ حروف مقطعات پر جن مستشرقین نے کام کیا ان میں ہرٹ وگ ہر شفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز بھی شامل ہیں۔

مستشرقین کی حروف مقطعات کے حوالے سے پیش کردہ آراء قرآن مجید کے حوالے سے شکوک وشبہات کے پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہ قرآن کی حقانیت اور الہامیت کی نفی کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ مستشرقین کی حروف مقطعات کے بارے میں آراء کے مطالعہ سے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے پر سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا ان آراء کا جائزہ لینا اور ان کا تجزیاتی مطالعہ کرنا تحقیقی لحاظ سے سودمند ثابت ہوگا۔ اس تحقیقی مقالہ میں مستشرقین میں سے دو اہم مستشرق جنھوں نے حروف مقطعات کے حوالے سے اپنے موقف کا اظہار کیا ان کے نقطہ نظر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تجزیاتی مطالعہ کے نتیجہ میں نہ صرف حروف مقطعات کے اسلامی نقطہ نظر تک رسائی حاصل کرنے اور اس کی حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ہرٹ وگ ہر شفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کی آراء کے تجزیاتی مطالعہ کے بعد ان میں پائے جانے والے غلط تصورات کی بھی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

حروف مقطعات آغاز ہی سے مفسرین اور محققین کی دلچسپی کا موضوع رہے ہیں۔ مفسرین نے اپنی تفاسیر میں ان پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ابو اسحاق الثعلبی (427ھ) کی تفسیر "الکشف والبیان،"[1] فخر الدین رازی (606ھ) کی "تفسیر الکبیر،"[2] علامہ بیضاوی (791ھ) کی تفسیر "انوار التنزیل واسرار التاویل"[3]، اور سید محمود بن عبد اللہ آلوسی (1270ھ) اپنی تفسیر "روح المعانی"[4] میں حروف مقطعات کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ مسلم اسکالرز نے ان پر باقاعدہ کتب اور تحقیقی مقالہ جات بھی تحریر کیے ہیں۔ عربی زبان میں اس موضوع پر تحریر کی جانے والی کتب اور مقالہ جات میں فضل عباس صالح کا مقالہ "الحروف المقطعہ فی اوائل السور،"[5]

ابتھال مہندی التمیمی کا مقالہ "ترجمة الحروف المقطعة فی القرآن الحکیم الی اللغة الانکلیزیة،"[6] علی بوصخر کی کتاب "اسرار الحروف والاعداد،"[7] شامل ہیں۔ اردو میں لکھی جانے والی کتب میں طاہر القادری کی "حروف مقطعات کا قرآنی فلسفہ "[8] اور تحقیقی مقالہ جات میں الطاف علی قریشی کا "قرآن مجید کے حروف مقطعات،"[9] ثاقب اکبر کا "حروف مقطعات مختلف آراء کا تجزیاتی مطالعہ "[10] اور نجمہ بانو کا "الحروف المقطعات ومعانیھا"[11] شامل ہیں۔ اسی طرح مستشرقین نے قرآن اور حدیث پر جو اعتراضات کیے ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ کیا جا چکا ہے۔ حافظ محمود اختر کی کتاب "حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین "[12] خصوصا قرآن مجید کی تدوین کو لے کر مستشرقین کے نقطہ نظر کے تحقیقی مطالعہ پر مبنی ہے۔ جہاں تک مستشرقین خصوصا ہرٹ وگ ہرشفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کے حروف مقطعات پر کیے گئے کام کی بات ہے تو اس حوالے سے کچھ مقالہ جات موجود ہیں جنھیں مستشرقین نے ہی تحریر کیا ہوا ہے مثلا آرتھر جیفری کا تحریر کردہ مقالہ "The Mystic Letters of the Kuran"[13] اور سیجل اسمتھ کا "The Mystery Letters of the Quran"[14] لیکن حروف مقطعات پر مستشرقین کے نقطہ نظر کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لینے کے حوالے سے تحقیق کی گنجائش باقی تھی۔ ہرٹ وگ ہرشفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کے ساتھ ساتھ دیگر مستشرقین جنھوں نے حروف مقطعات پر کلام کیا ہے اس کو بنیاد بنا کر کوئی تحقیقی مقالہ یا کتاب ابھی تک تحریر نہیں ہوئی ہے۔ لہذا اس موضوع کو مقالہ ہذا میں تحقیق کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ تاکہ مستشرقین کے نقطہ نظر کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ کیا جا سکے۔

منہج تحقیق

اس تحقیقی مقالہ میں تجزیاتی اور تنقیدی منہج تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے۔ ہرٹ وگ ہرشفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کی حروف مقطعات کے حوالے سے پیش کردہ آراء کا نہ صرف حروف مقطعات کے بارے میں موجود روایتی اسلامی تصور کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے بلکہ تاریخی حقائق کو بھی دلائل کی بنیاد بنا کر ان کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کی آراء کا تجزیہ قرآن، حدیث اور سیرت کے بنیادی ماخذ کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ مزید براں ان کے نقطہ نظر کی علمی و تحقیقی خامیوں اور کمزوری کو واضح کرنے کی غرض سے دیگر مستشرقین کی حروف مقطعات اور ان دونوں کی آراء کو بنیاد بنا کر پیش کیے جانے والے تبصروں کو بھی اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا ہے۔

ہرٹ وگ ہرشفیلڈ (Hartwig Hirschfeld1854-1934) کی آراء

ہرٹ وگ ہرشفیلڈ یہ مانناکہ حروف مقطعات دراصل ان ماخذوں کے نام کا اختصار ہیں جن سے تدوین کے دوران قرآن مجید کو حاصل کیا گیا، بالکل درست ہے۔ ان کے نزدیک یہ مان لینا کہ حروف مقطعات کا تعلق نبی

کریم ﷺ سے ہے اور یہ کہ قرآن میں ان کی موجودگی دراصل یہودیوں کے ہاں پائے جانے والے طلسماتی علم قبالہ کی وجہ سے ہے، غلط ہے۔[15] ہر شفیلڈ کے نزدیک اس بات کا ثبوت نہیں ملتا ہے کہ ان حروف کی ابتداء نبی کریم ﷺ کے دور سے ہوئی اور نہ ہی ہم اس بات کی تائید کر سکتے ہیں کہ حروف مقطعات دراصل یہودیوں کے زیر اثر وجود میں آئے۔ کیونکہ ان کے خیال میں تاریخی حقائق یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کا قرآن مجید کی تدوین یا موجودہ ترتیب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کو ان کے بعد مدون کیا گیا اور تب ہی اس کو موجودترتیب میں لایا گیا۔[16] جبکہ حروف مقطعات کا قرآن کی ترتیب و تدوین کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے وہ اپنی کتاب "New researches in to the composition and exegesis of the Quran" میں لکھتے ہیں:

If Muhammad were the author of those initials, he must have had an important share in the arrangement of the surahs, and this would contradict all we know about the compilation of the Qura'n. It is also strange that out of the more than two hundred address (of which the hundred and fourteen suras of the Quran are composed) only twenty nine are preceded by initials and that they are invariably found at the heads of compound suras. No one will for a moment make Muhammad responsible for the arrangement of e.g suras 2 and 3. Thus much is clear that the letters were added when the arrangement of the Quran in its present form was completed.[17]

"اگر محمد ﷺ ان ابتدائی حروف کے مصنف ہوتے تو ان کا سورتوں کی ترتیب میں بھی ایک نمایاں حصہ ہوتا اور یہ ایک ایسی بات ہے جو ان معلومات سے اختلاف رکھتی ہے جو قرآن کی تدوین کے حوالے سے ہمارے پاس ہیں۔ یہ بات بھی عجیب ہے کہ دو سو سے زائد خطبات (جن کی مدد سے ایک سو چودہ سورتوں کو بنایا گیا) صرف انتیس ایسے تھے جن کی ابتداء میں یہ موجود تھے اور پھر یہ بھی کہ یہ سب کے سب سورتوں کے آغاز میں موجود ہیں۔ کوئی بھی ایک لمحے کے لیے بھی محمد ﷺ کو قرآن کی ترتیب کے لیے ذمہ دار نہیں سمجھے گا جیسا کہ دوسری اور تیسری سورت کی ترتیب کو لے لیں۔ اس لحاظ سے یہ بات کافی حد تک واضح ہے کہ ان حروف کو اس وقت قرآن مجید میں شامل کیا گیا جب اس کی موجودہ ترتیب مکمل ہوئی"

ہر شفیلڈ کا یہ ماننا ہے کہ حروف مقطعات مقدس حروف نہیں ہیں بلکہ دراصل ان لوگوں کے نام ہیں جن کے پاس ذاتی طور پر قرآن مجید موجود تھا اور پھر جب سرکاری سطح پر باقاعدہ طور پر اس کی تدوین کی گئی تو ان لوگوں سے قرآن کے متن کو حاصل کیا گیا جن کے ناموں کو حروف مقطعات کی صورت میں یہاں درج کیا گیا ہے۔ ان کے خیال میں قرآن کا متن ایک سے زیادہ لوگوں کے پاس ٹکڑوں کی شکل میں محفوظ تھا۔ تو جب حضرت

زید نے لوگوں سے یہ متن لیا تو ان کے ناموں کو بھی ساتھ ہی ابتدائیہ کے طور پر شامل کر لیا گیا۔ جن سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں ہر شفیلڈ کا یہ ماننا ہے کہ یہ ایسی سورتیں ہیں جن کا لوگوں کے پاس ذاتی ریکارڈ موجود نہیں تھا تو ایسی سورتوں کو حضرت زید نے حضرت عمر کے لکھوانے پر لکھ لیا اور پھر جہاں ان کا دل چاہا قرآن پاک میں ان کو شامل کر دیا گیا [18]

ہر شفیلڈ کے نزدیک حروف مقطعات جو کہ قرآن مجید کے ماخذوں کے پوشیدہ ناموں کا اختصار ہیں ان سے جب ہم ان کے مکمل نام اخذ کرنا چاہیں تو وہ کچھ یوں ہوں گے۔

م۔۔۔۔المغیرہ

ص۔۔۔۔حفصہ

ر۔۔۔۔الزبیر

ک۔۔۔۔ابو بکر

ھ۔۔۔۔ابو ھریرہ

ن۔۔۔۔عثمان

ط۔۔۔۔طلحہ

س۔۔۔۔سعد

ی۔۔۔۔حذیفہ

ق۔۔۔۔قاسم بن ربیعہ

ع۔۔۔۔عمر، علی، ابن عباس، عائشہ [19]

ایڈورڈ گوسنز اس بات کے قائل ہیں کہ حروف مقطعات قرآن کے متن کا حصہ نہیں ہیں اور نہ ہی یہ الہامی ہیں بلکہ ان کے نزدیک وہ لوگ جو انھیں علامات قرار دیتے ہیں وہ درست نقطہ نظر کے حامل ہیں۔ ایڈورڈ گوسنز کا ماننا ہے کہ حروف مقطعات دراصل اختصارات ہیں اور یہ ان لوگوں نے قرآن پاک میں شامل کیے ہیں جنھوں نے اس کے متن کو اکٹھا کیا یا پھر بعد کے ادوار میں قرآن پاک کی تدوین کے دوران ان کو قرآن پاک میں شامل کر دیا گیا۔ لیکن دیگر مستشرقین کی طرح وہ یہ نہیں سمجھتے کہ حروف مقطعات ان لوگوں کے ناموں کا اختصار ہیں جن سے قرآن پاک کے متن کو حضرت زید نے حاصل کیا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس ان کا یہ ماننا ہے کہ یہ تعارفی کلمات ہیں اور ان کی نوعیت ویسی ہی ہے جیسی کہ تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کی ہے۔ ایڈورڈ گوسنز کے مطابق چونکہ

تمام حروف مقطعات سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں اور کوئی بھی ایسی جگہ قرآن پاک میں موجود نہیں جہاں یہ حروف سورتوں کے آغاز کی بجائے اس کے وسط یا کہیں اور پائے جاتے ہوں۔ لہذا ہم انھیں بسم اللہ کے جیسے تعارفی کلمات قرار دے سکتے ہیں۔[20]

ایڈورڈ گوسنز کا کہنا ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سورتوں کے موجودہ نام ایسے نہیں ہیں کہ جو دنیا بھر میں قابل قبول ہوں۔ کیونکہ بعض سورتیں ایسی بھی ہیں جن کے ایک سے زائد نام مختلف علاقوں میں مقبول ہیں اور لوگ ان سورتوں کو انہی مخصوص ناموں کے حوالے سے پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ نویں سورت جسے عام طور پر سورہ التوبہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا ایک اور نام "البراۃ" بھی موجود ہے۔ اسی طرح سترھویں سورت "الاسری" کو "بنی اسرائیل" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اسی طرح "سورہ مومن" کو اسلامی دنیا کے کچھ حصوں میں "الغافر" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ لہذا ایڈورڈ گوسنز کا یہ ماننا ہے سورتوں کے ناموں کا یہ تنوع ماضی میں اس سے بھی زیادہ پایا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ حروف دراصل سورتوں کے وہ پرانے نام تھے جو ماضی میں معروف رہے ہیں اور جن سے ان سورتوں کو پہچانا جاتا تھا۔ آرتھر جیفری ان کے اسی نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The present names for the soras were not always or universally accepted…this variety of names, Goossens argues, must have been much greater in the past than it is now, when everything Islamic has become so stereo-typed, and so he proposes to regard the letters in question as remains of old names which once were current.[21]

"سورتوں کے موجودہ نام ہمیشہ اور ہر جگہ قابل قبول نہیں رہے ہیں۔۔۔ گوسنز کے مطابق ناموں کا یہ تنوع ماضی میں اب کے مقابلے میں کہیں زیادہ رہا ہو گا کیونکہ اب اسلامی دنیا میں تقریبا ہر چیز نہایت پختہ ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کے مطابق زیر بحث حروف ان ناموں کی باقیات ہیں جو کبھی رائج تھے"

چونکہ ایڈورڈ گوسنز کے نزدیک حروف مقطعات سورتوں کے وہ پرانے نام ہیں جو کسی دور میں معروف اور رائج رہے ہیں تو اس بات کی تہہ تک پہنچنے کے لیے کہ ان حروف سے مراد کیا ہے وہ یہ طریقہ کار تجویز کرتے ہیں کہ ہمیں عصر حاضر میں جو سورتوں کے نام رائج ہیں ان کے اور سورتوں کے اندر پائے جانے والے مضامین کا باہمی ربط تلاش کرنا ہو گا وہ اصول دیکھنا ہو گا جس کی بنیاد پر سورتوں کو یہ نام دیئے گئے ہیں۔ جب ہم یہ اصول دریافت کر لیں گے تب ہی ہم ان حروف مقطعات سے ان سورتوں کے وہ پرانے نام دریافت کر سکیں گے جو کسی دور میں رائج تھے[22]

ایڈورڈ گوسنز کے نزدیک سورتوں کے ناموں اور ان کے مضامین کے درمیان پائے جانے والے تعلق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تقریبا تمام سورتوں کے نام، ماسوائے پہلی اور ایک سو بارھویں سورت کے، دراصل انہی الفاظ میں سے منتخب کیے گئے ہیں جو کہ ان سورتوں کے اندر موجود ہیں۔ یہاں تک کہ بہتر72 سورتوں کے نام ان سورتوں کے ابتدائی حروف ہی ہیں اور باقی کی چالیس40 سورتوں کے نام دراصل وہ خاص اور نمایاں الفاظ ہیں جو آگے چل کر کہیں اس سورت میں پائے گئے ہیں۔ لہذا ان کے خیال میں یہی اصول ان پرانے ناموں کے اندر بھی پایا جاتا ہے جو کہ حروف مقطعات کی شکل میں قرآن مجید میں موجود ہیں[23]

ایڈورڈ گوسنز کے مطابق جب حروف مقطعات سے شروع ہونے والے سورتوں کے ناموں اور ان کے مضامین کے مابین تعلق پر غور و فکر کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان انتیس سورتوں میں سے سات ایسی سورتیں ہیں جن کے موجودہ نام ان سورتوں کی ابتداء میں موجود حروف پر مشتمل ہیں اور ان سات میں سے چار سورتیں وہ ہیں جن کے نام دراصل ان حروف مقطعات پر مشتمل ہیں جو ان سورتوں کے ابتداء میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سورۃ یس، سورۃ طہ، سورۃ ق اور سورۃ ص۔

کئی حروف مقطعات ایسے ہیں جو ایک سے زائد مرتبہ قرآن مجید میں مختلف سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔ جیسا کہ "الر" پانچ سورتوں کے آغاز میں موجود ہیں اور "الم" دو سورتوں کے آغاز میں۔ ایڈورڈ گوسنز کے مطابق ضروری نہیں کہ جہاں جہاں ایک جیسے حروف مقطعات موجود ہیں ان تمام مقامات پر جن الفاظ کا یہ اختصار ہیں وہ ایک ہی ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر صرف "الم" کی بات کی جائے تو اس سے مراد چودہ مختلف الفاظ ہو سکتے ہیں جو ان سورتوں کے اندر موجود ہیں جن کے آغاز میں "الم" آیا ہے[24]

ایڈورڈ گوسنز نے حروف مقطعات کا اور سورتوں کے اندر پائے جانے والے مضامین سے ان کے تعلق کو تلاش کرنے کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ حروف مقطعات دراصل ان سورتوں کے پرانے نام ہیں ان حروف مقطعات کی وضاحت پیش کی جو کہ کچھ یوں تھی:

حروف مقطعات میں سے حرف "ن" جو کہ سورت القلم کے آغاز میں موجود ہے اس سے مراد "النون" ہے۔ یہ سامی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے مچھلی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت یونسؑ کو ذوالنون قرار دیا گیا تھا۔ پس "ن" جو کہ حروف مقطعات میں سے ایک حرف ہے ایڈورڈ گوسنز کے نزدیک اس سے مراد النون یعنی مچھلی ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک قرآن مجید کے پچاسویں سورت "ق" جس کے آغاز میں حرف "ق" موجود ہے اس سے مراد قرآن مجید ہے جو کہ اس کی پہلی آیت کا دوسرا لفظ ہے۔ ایڈورڈ گوسنز کے مطابق سورۃ یس جو

قرآن مجید کی چھتیسویں سورت ہے یہ اور اس سے اگلی سورت "الصفت" دراصل کبھی ایک ہی سورت ہوا کرتی تھیں۔ ان دونوں کے مضامین بالکل ایک جیسے دونوں ہی میں آخرت کے حوالے سے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا گیاہے۔ اگر ہم سورت الصفت کی ابتدائی کچھ آیات کو حذف کر دیں تو ہم دیکھیں گے کہ پھر اس سے اگلی باقی کی آیات دراصل سورۃ یٰس کی آخری آیات کا تسلسل ہیں۔ اس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ یہ دونوں سورتیں دراصل ایک ہی سورت ہوا کرتی تھیں وہ یہ تجویز کرتے ہیں کہ یٰس دراصل ایک رسول کے نام کا اختصار ہے جس کا ذکر سنتیسویں سورت میں آیا ہے۔ یعنی کہ یٰس حضرت الیاسؑ کے نام کا اختصار ہے[25]

اسی طرح حروف مقطعات "الر" جو کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں کے آغاز میں موجود ہیں جن میں سورت نمبر 10، 11، 12، 13 (المر) 14، اور 15 شامل ہیں۔ ان میں سے تیرھویں سورت کے علاوہ باقی تمام سورتیں ایک ہی جیسے مضامین کو بیان کرتی ہیں۔ ان تمام سورتوں کے اندر انبیاء کرامؑ کا تذکرہ موجود ہے اور ان سورتوں کے نام بھی انبیاء کرامؑ کے ناموں پر مشتمل ہیں۔ جیسا کہ سورۃ یوسف، سورۃ ابراھیم اور سورۃ ھود وغیرہ۔ پس ایڈورڈ گوسنز کے نزدیک یہ تمام حقائق اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان سورتوں کے آغاز میں موجود حروف مقطعات "الر" سے مراد "الرسل" ہے۔ چونکہ یہ تمام سورتیں ایک گروپ کی تشکیل کرتی ہیں جن میں انبیاء کرامؑ کا خصوصی تذکرہ موجود ہے لہذا اس گروپ کی شناخت کے لیے ان تمام سورتوں کے آغاز میں "الر" کو رکھ دیا گیا جس سے مراد ہے "الرسل"۔ جب کہ "المر" سے مراد ہے "الرسل"۔[26] وہ لکھتے ہیں:

Suras 10, 11, 12, 14, 15 all deals with the same subject, the history of the Apostles whom God had throughout the ages sent to mankind to warn them. Moreover they are known by the names of the apostles like Jonah, Hud, Joseph, Abraham, Al hijr (i.e Salih) and they all have the same introduction. Thus Goossens thinks they once formed a Sura group known as the Apostle- group and called by the general name " Al- Rusul" i.e the Apostles and arranged in order of their length. Later each of them became known by its own prominent Apostle's name but the ALR attached to them all preserved the old tradition.[27]

"الر" جو کہ 10، 11، 12، 14، 15 (ویں سورت کے آغاز میں موجود ہے) یہ تمام سورتیں ایک ہی موضوع کے گرد گھومتی ہیں (جو کہ) انبیاء کرامؑ کی تاریخ جنھیں خدا نے لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ انبیاء کرامؑ کے ناموں سے جانی جاتی ہیں جیسا کہ نوحؑ، ھودؑ، یوسفؑ، ابراھیمؑ، اور الحجر (صالحؑ) اور ان سب کے تعارفی کلمات ایک جیسے ہی ہیں۔ گوسنز کا خیال ہے کہ کبھی یہ تمام سورتیں مل کر ایک گروپ تشکیل دیتی ہوں گی جو کہ انبیاء کے گروپ کے کہلاتا تھا اور ایک خاص نام "الرسل" سے جانا جاتا تھا جس کا معنی

ہے انبیاء۔ بعد میں ان سورتوں میں سے ہر ایک سورت اس نبی کے نام سے جانی گئی جس کا تذکرہ اس سورت میں دوسرے انبیاء کے مقابلے میں زیادہ تھا۔ لیکن ان تمام سورتوں کے ساتھ "الر" کو اس لیے وابستہ رکھا گیا کہ یہ پرانی روایت کو محفوظ کر سکے"

دیگر حروف مقطعات سے کیا مراد ہے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ایدورڈ گوسنز یہ کہتے ہیں کہ "الم" جو کہ 2، 3، 29، 30، 31، اور 32 ویں سورتوں کے آغاز میں موجود ہے اس سے مراد "المثال" ہے۔ یہ وہ اس لیے مانتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ تمام سورتیں بھی مل کر ایک گروپ بناتی ہیں جن کا ایک ہی موضوع ہے اور جنھیں ان کی لمبائی کے لحاظ سے قرآن مجید میں ترتیب دیا گیا ہے۔ دوسری اور تیسری سورت چونکہ زیادہ لمبی سے اس لیے ان کو قرآن مجید کے آغاز میں ہی رکھنا پڑا۔ وہ کہتے ہیں اس گروپ میں پائی جانے والی تمام سورتوں کا موضوع دراصل تمثیل یا امثال ہے لہذا اس گروپ کو ایک مشترکہ نام دیا گیا جو کہ "المثال" تھا۔ اور الم سے مراد بھی "المثال" ہی ہے[28]

اسی طرح "المص" جو کہ سورہ اعراف کے آغاز میں موجود ہے وہ ایڈورڈ گوسنز کے خیال میں "المصور" کا اختصار ہے۔ اس کی تاویل وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سورت کی دسویں آیت میں لفظ موجود ہے "صورنکم" اور اسی سے اللہ تعالی کا نام المصور تشکیل پاتا ہے۔ پس ان کے نزدیک حروف مقطعات دراصل "المصور" کو ظاہر کرتے ہیں [29]

ایڈورڈ گوسنز کے نزدیک لفظ "حم" جو کہ 41، 42، 43، 44، 45ویں سورت کے آغاز میں آیا ہے یہ ایک ایسی سزا کو ظاہر کرتا ہے جو کہ مستقبل میں (آخرت) میں انسانوں کو دی جائے گی۔ وہ یہ بات اس لیے کہتا ہے کہ اس کے خیال میں یہ تمام سورتیں بھی دراصل ایک گروپ پر مشتمل ہیں جن کے اندر آخرت اور خصوصی طور پر جہنم کا ذکر ہے۔ اور جہنم کو حمیم یعنی کھولتا ہوا پانی بھی کہا گیا ہے۔ پس "حم" بھی جہنم میں دی جانے والی کسی سزا کے نام کو ظاہر کر رہا ہے۔

اسی طرح "طسم" جو کہ چھبیسویں، ستائیسویں (طس) اور اٹھائیسویں سورت کے آغاز میں موجود ہے اس کے بارے میں ایڈورڈ گوسنز کی تحقیق یہ کہتی ہے کہ "م" سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں جن کا تذکرہ ان سورتوں کے اندر موجود ہے جب کہ "ط" اور "س" مختلف الفاظ کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے کہ چھبیسویں سورت "الشوری" میں "ط" سے مراد طور (پہاڑ) اور "س" سے مراد الشوری ہے۔ جب کہ ستائیسویں سورت میں "ط" سے مراد طائر (پرندہ) اور "س" سے مراد حضرت سلیمانؑ ہیں[30]

حروف مقطعات کی قرآنیت تاریخی شواہد کی روشنی میں

ہرٹ وگ ہرشفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کے مطابق حروف مقطعات وحی الٰہی کا حصہ نہیں ہیں ان کو بعد میں قرآن کے متن میں شامل کیا گیا ہے لیکن مستشرقین کے تمام دعووں کے برعکس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حروف مقطعات دراصل قرآن کے متن کا ہی حصہ ہیں۔ لاتعداد ایسے ثبوت اور شواہد موجود ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قرآن کا متن نہ تو نبی کریم ﷺ کا تیار کردہ تھا اور نہ ہی یہود و نصاری کی کتابوں سے چرایا ہوا۔ یہ حروف وحی الٰہی کا حصہ تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا تھا۔ قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر اس بات کا اقرار اور اشارہ موجود ہے کہ یہ کلام اللہ کا نازل کردہ ہے۔ مستشرقین کی ان قیاس آرائیوں کے برعکس قرآن مجید نے اپنے کلام الٰہی ہونے پر کھلے حقائق پیش کیے ہیں اور لوگوں کو خود فیصلہ کرنے کو کہا ہے کہ حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت نمبر 16 میں فرمایا گیا ہے۔

قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[31]

" کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تمھیں اس کی خبر دیتا، پس بے شک میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر رہ چکا ہوں، تو کیا تم نہیں سمجھتے ؟"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس کے نزول کو اپنا فضل قرار دیا ہے۔ یہ کلام کسی انسان کا تخلیق کردہ نہیں ہے اسے رسول خدا ﷺ نے خود سے نہیں گھڑا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے روح القدس کے ذریعے نازل فرمایا ہے۔ سورۃ النحل کی آیت نمبر 101 سے 103 تک اسی مضمون کا بیان ہے:

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ[32]

"جب ہم کوئی آیت کسی دوسری آیت کی جگہ بدل کر لاتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو وہ کہتے ہیں تو تو گھڑ کر لانے والا ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ کہہ دے اسے روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھے جو ایمان لائے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہو۔ اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ کہتے ہیں اسے تو ایک آدمی ہی سکھاتا ہے، اس شخص کی زبان، جس کی طرف وہ غلط نسبت کر رہے ہیں، عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے "

جیسے اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ قرآن مجید اور حروف مقطعات وحی الٰہی کا حصہ ہیں جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوتی رہی اسی طرح اس بات کے واضح اور ناقابل تردید دلائل موجود ہیں کہ قرآن پاک کا متن ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہا ہے نزول وحی کے فوراً بعد اسے لکھ لیا جاتا تھا۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپؐ کی ران میری ران پر تھی میں نے آپ ﷺ کی ران سے زیادہ وزن کسی چیز کا محسوس نہیں کیا۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: لکھو، پس میں نے شانے کی ایک ہڈی پر لکھا۔[33] اسی طرح حضرت عثمان سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی ایک یا ایک سے زائد سورتیں نازل ہوتیں تو آپ ﷺ کسی کاتب کو بلاتے اور فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت میں شامل کردیں۔ اسی طرح جب کوئی آیت نازل ہوتی تو اس کے بارے میں بھی فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں شامل کردیں[34]

نزول قرآن کے آغاز سے ہی صحابہ کا یہ معمول تھا کہ جو حصہ نازل ہوتا اسے حفظ کرلیا جاتا تا ایک بڑی جماعت حفاظِ کرام کی حضور ﷺ کی زندگی ہی میں منظر عام پر آگئی جن میں چاروں خلفاء راشدین؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت سعد رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہٗ، ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہٗ، حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہٗ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام تاریخ میں محفوظ رہ گئے، یہ سب مہاجرین میں سے ہیں اور انصار میں سے جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں حفظِ کلام پاک مکمل کیا ان کے نام یہ ہیں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہٗ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہٗ، حضرت مجمع بن حارثہ رضی اللہ عنہٗ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ، حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان میں سے بعض حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حفظِ کلام پاک مکمل کیا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حفظِ قرآن پاک مکمل کرنے والوں کی تعداد کافی تھی۔ حتی کہ بئرِ معونہ کا جو واقعہ پیش آیا اس میں ۷۰ قراء کی جماعت شہید ہوئی[35]

اسی طرح عہد نبوی میں قرآن کے مکمل شکل میں موجود ہونے کے شواہد موجود ہیں۔ متعدد ایسی احادیث بھی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر سال رمضان میں حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور آخری رمضان المبارک میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ دورہ قرآن فرمایا جسے عرضہ اخیرہ کہا جاتا ہے۔36 یہ سب باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ قرآن کا متن عہد نبوی ﷺ میں مرتب شکل میں مکمل طور پر موجود تھا۔ اور ان سورتوں میں آیات کی تعداد، ان کی طوالت اور ان کے نام عہد نبوی میں معروف تھے۔ یہی حال ان سورتوں کا بھی ہے جن کے آغاز میں حروف مقطعات موجود ہیں۔

جب کہ نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام نے قرآن سیکھا اور ان کی زندگی میں ہی اسے دہرایا کرتے تھے۔ تو یہ کیسے ممکن تھا کہ حروف مقطعات بعد میں اس میں شامل کر دیئے جاتے اور کسی کو اس پر اعتراض نہ ہوتا۔ پوری اسلامی تاریخ میں کوئی ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جس میں حروف مقطعات پر یہ سوال اٹھایا گیا ہو کہ یہ قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ پس یہ تمام حقائق اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ قرآن کے کسی حصے کا ضائع ہو جانا، یا اس میں ردوبدل ہونا یا کسی شے کا اضافہ ہونا محال تھا۔

حروف مقطعات قرآن مجید کا روز اول سے ہی حصہ تھے اس کا ثبوت ان روایات سے بھی ملتا ہے جن میں نبی کریم ﷺ ان سورتوں کے پڑھنے کی صحابہ کرام کو تلقین کیا کرتے تھے یا پھر خود ان سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان سورتوں کی پہچان بھی ان کے آغاز میں موجود حروف مقطعات سے کی جاتی تھی۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے:

لَقَدْ تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ، فَقَالَ: عِشْرُونَ سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ مَسْعُودٍ، آخِرُهُنَّ الْحَوَامِيمُ: حم الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ۔[37]

"میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کی دو دو سورتیں حضور اکرم ﷺ ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ لوگوں نے علقمہ سے ان سورتوں کو دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ابن مسعود کی ترتیب کے مطابق اول مفصل میں سے بیس سورتیں آخری (سورتیں) حم الدخان اور عم یتساءلون ہیں"

سورہ یسین جس کے آغاز میں بھی حروف مقطعات موجود ہیں اس کی فضیلت کا بیان بھی ہمیں احادیث مبارکہ میں ملتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

وَيس قَلْبُ الْقُرْآنِ، لَا يَقْرَؤُهَا رَجُلٌ يُرِيدُ اللَّهَ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ، وَاقْرَءُوهَا عَلَى مَوْتَاكُمْ[38]

"سورہ یس قرآن مجید کا دل ہے جو آدمی بھی اللہ تعالی کی رضا اور آخرت کے گھر کی خاطر اس کی تلاوت کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا اور اس سورت کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو"

اگر حروف مقطعات قرآن مجید کا حصہ ہونے کی بجائے ان اشخاص کے ناموں کا مخفف ہوتے جن سے ان کو کتابت کے دوران حاصل کیا گیا تھا تو پھر ان کے یہ نام نبی کریم ﷺ کے دور میں معروف نہ ہوتے اور نہ ہی آپؐ ان ناموں کے ساتھ صحابہ کرام کو انھیں حفظ کرنے یا پھر تلاوت کرنے کی تلقین فرماتے اور نہ ہی صحابہ کرام انھیں نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حروف مقطعات قرآن مجید ہی کا حصہ تھے اور نزول وحی ہی سے یہ ان سورتوں کے آغاز میں موجود تھے جن میں اب ہیں۔

اسی طرح وہ مستشرق جو یہ کہتے ہیں کہ ان کو نبی کریم ﷺ کے دور میں نہیں بعد میں تدوین قرآن کے دور میں قرآن کے متن کا حصہ بنادیا وہ بھی غلط ہیں۔ صحابہ کرام جہاں تقوی کے اعلی مقام پر فائز تھے وہاں وہ قرآن وحدیث کے بارے میں حد درجہ محتاط بھی تھے۔ وہ حضور ﷺ کے ان ارشادات کی اہمیت خوب جانتے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔"[39]

ترجمہ: "جس نے میرے بارے میں جھوٹ بات کہی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔"

ابن کثیرؒ نے ابن عباس سے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَايِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ [40]

"جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"

پس ان سے اس بات کی امید نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ کسی بات کو نبی کریم ﷺ یا اللہ تعالی کی نازل کی ہوئی وحی سے منسوب کرکے اس کو قرآن کے متن میں شامل کردیں۔ اسی طرح صحابہ کرام کی تدوین قرآن کے حوالے سے احتیاط کی بھی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ تدوین قرآن کے دوران حتی الامکان یہ کوشش کی گئی کہ کسی قسم کی کوئی کمی بیشی قرآن کے متن میں نہ ہو اور قرآن کا متن ہو بہو ویسا ہی رہے جیسا کہ عہد نبوی ﷺ میں موجود تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں جب حضرت زید بن ثابت نے تدوین قرآن کے کام کا آغاز کیا تو حضرت عمر فاروق نے تدوین قرآن کمیٹی کے سامنے آیت رجم پیش کی۔ لیکن حضرت زید بن ثابت نے اسے قرآن میں شامل نہیں کیا۔[41] کیونکہ حضرت عمر اپنے علاوہ کوئی گواہ پیش نہ کرسکے تھے۔ جب حضرت عمر جیسے انسان جو کہ نہ صرف عہد صدیقی میں خود تدوین قرآن میں شامل رہے بلکہ صحابہ کے مابین ایک اعلی و ارفع

مقام کے حامل تھے اور نہایت با اختیار شخص تھے تو وہ قرآن پاک میں اپنی ذاتی حیثیت کی بناء پر آیت رجم کو شامل نہیں کر سکے تو کوئی اور کیسے اس میں کسی بات کا اضافہ کر سکتا تھا۔ اور حضرت عمر کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی شدید خواہش رکھتے تھے کہ آیت رجم کو لوگ بھلا نہ دیں مگر کتاب اللہ میں زیادتی کے خوف نے انھیں اس بات سے مانع رکھا۔ اسی طرح سورۃ توبہ کی آخری آیات کا بھی معاملہ ہے سب جانتے تھے کہ یہ آیات موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کو اس وقت تک مصحف کا حصہ نہیں بنایا گیا جب تک کہ متعلقہ معیار اور شرائط کا حصول عمل میں نہیں آ گیا۔

حضرت عثمان غنی نے جو مصحف تیار کروایا اس پر تمام امت نے اتفاق کیا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ کسی بھی حلقے نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ صرف عبد اللہ بن مسعود نے اس بات پر اعتراض کیا تھا کہ انہیں جمع قرآن کی کاروائی میں شریک کیوں نہیں کیا گیا۔ قرآن کے کسی متن میں کسی طرح کی کمی بیشی کا اعتراض کسی بھی حلقے کی جانب سے نہیں کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی کے ساتھ خاندانی چپقلش رکھنے والے اور انہیں شہید کرنے والے لوگوں میں سے بھی کسی نے آپ پر اس پہلو سے اعتراض نہیں کیا کہ آپ نے قرآن میں کمی بیشی کروائی یا ہونے دی۔ خصوصا بنو امیہ اور حضرت علی کے ساتھیوں کے درمیاں مخاصمت کو ذہن میں رکھیں تو نظر آتا ہے کہ اتنے شدید اختلاف کے باوجود حضرت علی کے ساتھی اس قرآن پر متفق رہے ہیں جسے بعد میں انہی لوگوں نے صحیفہ عثمانی کا نام دیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ آج تک تمام فرقے قرآن کی صیانت اور عصمت پر متفق ہیں۔

حضرت عثمان غنی کے دور میں قرآن مجید میں تغیر کے الزام کے حوالے سے امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ اس وقت تک لاکھوں قرآن موجود تھے۔ حضرت عثمان غنی لاکھ کوشش کرتے تب بھی وہ تمام کے تمام قرآن سرکاری تحویل میں نہیں لے سکتے تھے۔ جب اتنی کثیر آبادی اور وسیع علاقے کے لوگوں کو ایک انداز سے قرآ ن یاد ہو گا تو حضرت عثمان کی تبدیلی کی کوئی حیثیت نہ ہوتی۔ اگر کوئی نابغہ یا زہیر کے شعر میں کوئی کلمہ گھٹانا یا بڑھانا چاہے تو بھی قادر نہ ہو گا اور اس تبدیلی کرنے والے شخص کا پول جلد ہی کھل جائے گا اور ثابت شدہ نسخے اس کی مخالفت کریں گے۔ پھر قرآن جو کہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس میں اس قسم کی تبدیلی کوئی کیونکر کر سکتا ہے۔ [42]

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سورتوں کے نام ہیں ان کے نقطہ نگاہ کی تردید کے لیے بھی شواہد موجود ہیں۔ جیسا کہ ایسی سورتیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوئی ہیں ان کے نہ صرف یہی نام نبی کریم ﷺ کے دور میں معروف تھے بلکہ صحابہ کرام نے ان کو براہ راست نبی کریم ﷺ سے سن کر یاد کیا تھا۔ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کو ان سورتوں کے پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

عن عقبۃ بن عامر قال قلت یا رسول اللہ صلعم اقراء سورۃ ھود او سورۃ یوسف قال لن تقرء شیا ابلغ عند اللہ من قل اعوذ برب الفلق[43]

"عقبہ بن عامر سے روایت ہے میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا معوذ تین اس سے زیادہ بلیغ ہے"

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان لکل شی قلبا و قلب القرآن یس[44]

"انس سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے"

جابر کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک کی تلاوت نہ فرما لیتے[45]

قال عبد اللہ ابن مسعود قد علمت النظائر التی کان النبی ﷺ یقراھن اثنین فی کل رکعۃ مقام عبد اللہ و دخل معہ علقمہ فسالنا و فقال عشرون سورۃ من اول المفصل علی تالیف ابن مسعود اخرھن من الحوامیم حم الدخان و عم یتسآلون[46]

"ابن مسعود نے کہا میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کی دو دو سورتیں حضور اکرم ﷺ ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ لوگوں نے علقمہ سے ان سورتوں کو دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ابن مسعود کی ترتیب کے مطابق اول مفصل میں سے آخری (سورتیں) حم الدخان اور عم یتساءلون ہیں"

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سورۃ الاعراف مغرب کی دو رکعتوں میں پڑھی[47]

عبد اللہ بن عقبہ بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے مغرب میں سورۃ الدخان پڑھی[48]

حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے رات کی نماز میں سورۃ البقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں[49]

اگر یہ سورتوں کے نام ہیں تو پھر ایسی کوئی تو روایت ہونی چاہیے جس سے اس کا ثبوت ملتا ہو، بغیر کسی ثبوت کے محض تخمین و ظن کے گمان پر اتنی بڑی بات کہہ دینا اصول تحقیق کے منافی ہے۔

مستشرقین کی ہر شفیلڈ اور ایڈورڈ گوسنز کی آراء کی تردید

ان دونوں کی حروف مقطعات کے حوالے سے موجود آراء کے تجزیاتی مطالعہ کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ممکن نہ تھا کہ حروف مقطعات کو بعد میں قرآن کے متن کا حصہ بنا دیا جاتا۔ مستشرقین بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عہد صدیق اور عہد عثمان میں جب قرآن کی تدوین عمل میں آئی تو جو نسخہ وجود میں آیا وہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ عہد نبویؐ کے قرآن کا متن ہو۔ ولیم میور لکھتا ہے: "ہم

پورے شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عہد عثمان میں حضرت زید بن ثابت نے قرآن کی جس صورت میں نظر ثانی کی وہ نہ صرف حرفاً حرفاً درست ہے بلکہ اس کے جمع کرنے کے موقع پر جو اتفاقات یک جا ہوتے گئے ان کی رو سے بھی یہ نسخہ اس قدر صحیح ہے کہ نہ تو اس میں کوئی آیت او جھل ہو سکی اور نہ جانبین نے از خود کسی آیت کو تحریر کیا۔[50] ۔۔۔پس یہی قرآن ہے جسے حضرت محمد ﷺ نے پوری دیانت و امانت کے ساتھ دوسروں کو سنایا۔"[51]

ولیم میور کے مطابق حضرت عثمان کے عہد میں جب قرآن پر نظر ثانی ہوئی اور پھر اسے شائع کیا گیا تو ان مسلمانوں کی کثیر تعداد موجود تھی جو نبی کریم ﷺ کے دور میں حضور اکرم ﷺ سے قرآن مجید کو اسی طرح سنتے رہے تھے جس طرح حضرت عثمان غنی نے دوبارہ حضرت زید وغیرہ کو دکھا کر شائع کیا۔ اور ان صحابہ نے کوئی اعتراض نہ کیا[52]

خود مستشرقین اس نقطہ نظر کا رد کرتے ہیں کہ حروف مقطعات ان ماخذوں کے نام ہیں جن سے یہ سورتیں لی گئیں۔ جیسا کہ کیتھ میسی ہرشفیلڈ کے نقطہ نظر کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتا ہے اور کہتا ہے حروف مقطعات کو ماخذوں کے ناموں کا اختصار قرار دینا اور پھر اس سے ان کے نام اخذ کر لینا کسی طور پر اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کا نقطہ نظر درست ہے۔ ان کے خیال میں ہرشفیلڈ کے نظریہ اور ان جیسے دیگر نظریات کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ یہ اپنے دعوی کو درست ثابت نہیں کر سکتے۔ اشخاص کے ناموں یا مکمل حروف کے حوالے سے پیش کردہ یہ فہرست حروف مقطعات کے درست مفہوم سے زیادہ محقق کی تصورانہ صلاحیتوں کا اظہار نظر آتی ہے۔[53] اس نے بڑی چالاکی سے ان حروف کے متبادل اس دور کے مضبوط امیدواروں کو پیش کیا ہے۔ لیکن یہ درست ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ کیوں کہ یہ نام ان کاتبین وحی کے بھی ہو سکتے ہیں جن کا ذکر کسی بھی روایت یا پھر ابتدائی ادب میں نہ ظاہر ہوا ہو[54]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن مجید وحی الٰہی نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے اسے یہود و نصاری کی کتب سے اخذ کیا ہے تو قرآن مجید کے ساتھ ساتھ خود مستشرقین بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کو ایسے کوئی شواہد نہیں ملتے جن کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا جا سکے کہ قرآن مجید کے متن کو یہود و نصاری کی کتب سے اخذ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ Rodwell کے نزدیک:

We have no evidence that Muhammad had access to the Christian scriptures, though it is just possible that fragments of the old or New Testament may have reached him through Chadijah or waraka other Meccan Christians, possessing MSS. [55]

"ہمارے پاس ایسے ثبوت نہیں ہیں جن سے یہ پتہ چلے کہ حضرت محمد ﷺ کی عیسائیوں کی مقدس کتب تک رسائی تھی۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ان کو حضرت خدیجہ، ورقا یا پھر مکہ میں موجود عیسائیوں کے ذریعے جن کے پاس یہ موجود ہوں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے کچھ اجزاء ملے ہوں"

اسی طرح ہنس باؤر(Hans Baur) گوسنز کے نقطہ نظر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ یہ حروف دراصل قرآن کے متن میں آنے والے معروف الفاظ کا اختصار ہیں، غلط ہے۔ ان کے نزدیک یہ نظریہ انتہائی بے قاعدہ ہے جتنا کہ گوسنز کو اس کو اس بنیاد پر کڑی تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے کیونکہ اگر اس بات کو درست مان لیا جائے تو پھر جو علامات ہیں ان کو سادہ اور انسانی عقل کے مطابق ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ حروف تو نہایت پیچیدہ ہیں[56]

مشہور مستشرق رچرڈ بیل کے مطابق وہ تمام لوگ غلطی پر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ ان ماخذوں کے نام ہیں جن سے ان سورتوں کو حاصل کیا گیا۔ کچھ یورپی محققین نے ان حروف کو ان لوگوں کے ناموں کا اختصار قرار دیا ہے جن کے پاس ان کے ذاتی استعمال کے لیے یہ سورتیں موجود تھیں انھوں نے ان کو جمع کر رکھا تھا، ان کو زبانی یاد کیا ہوا تھا، ان کو لکھ رکھا تھا، جن سے بعد میں زید نے ان سورتوں کو حاصل کیا۔ ان کے نزدیک یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو قرین قیاس دکھائی دیتا ہے۔ مگر جن ناموں کو یہ حروف ظاہر کرتے ہیں ان کو اخذ کرنا مشکل ہے۔ کسی نے بھی اس مسئلے کا تسلی بخش حل پیش نہیں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات ماننا بھی مشکل ہے کہ اہم سورتوں جیسا کہ دوسری اور تیسری سورت کو قرآن کے متن کا حصہ بناتے ہوئے بظاہر صرف ایک انسان پر انحصار کیا گیا(الم) جس کو ہرشفیلڈ نے المغیرہ سمجھا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں دیگر غیر اہم سورتوں کے آغاز میں یہ (حروف) موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ وہ (سورتیں) عوامی ملکیت تھیں۔)[57] یہ حروف قرآن کے متن کا حصہ تھے اس نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

These letters always follow the bismillah, and we have seen reasons to think that the bismillah belongs to the text and not to the editing. It seems probable, therefore, that these letters also belong to the composition of the text, and were not external marks added either in Muhammad's life-time or by later compiler.[58]

"یہ حروف ہمیشہ بسم اللہ کے بعد آئے ہیں اور ہمارے سامنے ایسے دلائل موجود ہیں جو ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ بسم اللہ کا تعلق متن سے ہے نہ کہ تالیف سے۔ یہ ممکن دکھائی دیتا ہے کہ یہ حروف قرآن کے

متن کے اجزاء سے تعلق رکھتے ہوں اور ایسی بیرونی علامات نہ ہوں جن کو حضرت محمد ﷺ کی زندگی یا پھر ان کے بعد کے دور میں تدوین کرنے والوں نے شامل کر دیا ہو"

کچھ مستشرقین تو حروف مقطعات کے حوالے سے پیش کی گئی تمام آراء کو غیر تسلی بخش قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حروف مقطعات کے حوالے سے ابھی تک کوئی بھی ایسا نظریہ پیش نہیں کیا گیا جو کہ ان کے درست مفہوم کو بیان کرتا ہو اور ان کی یہاں موجودگی کا جواز فراہم کر سکے۔ جیسا کہ رچرڈ بیل جو کہ ایک معروف مستشرق ہیں ان کا بھی یہی ماننا ہے کہ اگر یہ کوئی مفہوم رکھتے ہیں تو ابھی تک اس حوالے سے کوئی تسلی بخش وضاحت فراہم نہیں کی گئی اور نہ ہی ان کی یہاں موجودگی کے حوالے سے کوئی ایسی وضاحت پیش کی گئی جس پر قائل ہوا جا سکے۔59

یہی بات گوسنز کے پیش کردہ نظریہ میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کا اظہار کرتے ہوئے رچرڈ بیل کچھ یوں رقم طراز ہیں:

Goossens succeeded in a number of cases, but in some his solutions were impossible, and in others he had to assume some drastic rearrangement of contents and change of division of surahs.[60]

"گوسنز کئی مقامات پر کامیاب ہوئے ہیں لیکن کچھ جگہوں پر ان کے پیش کیے گے حل ناممکن العمل ہیں اور دوسری جگہوں پر ان کو قرآن کے اجزاء اور سورتوں کی تقسیم کے اندر بڑی تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں"

وہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مستشرقین کے پیش کیے جانے والے زیادہ تر نظریات در حقیقت ان حقائق پر مبنی ہیں جو کہ قرآن کے متن اور اس کی تدوین کے حوالے سے مستشرقین پیش کر چکے ہیں۔ بیلامی اپنی قوم کی اسی خامی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

The readers will soon observe that much of what follows is based on facts already established by scholars who have dealt with problems related to the composition and textual history of the Koran [61]

"قارئین کو جلد ہی اندازہ ہو جائے گا کہ جو پیش کیا جائے گا وہ دراصل ان حقائق پر مشتمل ہے جو کہ اس سے قبل قرآن کی تدوین اور اس کے متن کی تاریخ سے تعلق رکھنے والے مسائل پر تحقیق کرتے ہوئے محققین نے قائم کر دیئے ہیں"

اس کے ساتھ ساتھ ان کے افکار و نظریات بے بنیاد حکایتوں پر مشتمل ہیں اور ٹھوس ثبوتوں سے عاری ہیں۔ یہ لوگ تاریخی مسلمات کو محض ظن و گمان کی بنیاد پر رد کرتے ہیں اور مدلل دلائل کے بغیر محض قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہوئے اپنے افکار و نظریات کو پیش کرتے ہیں اور پھر اپنی معلومات کے لیے وہ اسلامی تاریخ کے

بنیادی ماخذوں پر انحصار کرنے کی بجائے یا تو تقلید کا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں یا پھر مستشرقین کے پیش کردہ حقائق کو بنیاد بناتے ہیں پھر چاہے وہ حقائق اصل حقیقت سے کتنے ہی متضاد کیوں نہ ہوں۔

الغرض مستشرقین میں سے چند مستشرق اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں دور صحابہ میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی تدوین کے عمل کے دوران واقع نہیں ہوئی لہذا یہ بات خارج از امکان ہے کہ حروف مقطعات کو بعد میں قرآن کا حصہ بنا دیا گیا۔ ان کے نزدیک حروف مقطعات کے حوالے سے پیش کردہ ناموں کی فہرست جن سے بطور ماخذ سورتوں کو حاصل کیا گیا حقائق سے زیادہ مصنف کی تصوراتی مہارت کا نتیجہ ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ یہ الفاظ علم قبالہ کی طرز پر مبنی ہوں اس کا بھی انکار مستشرقین خصوصا بیل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کچھ مستشرقین تو اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ حروف مقطعات کے حوالے سے پیش کردہ کوئی بھی رائے تسلی بخش نہیں ہے۔

References

[1] ابو اسحاق الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراھیم النیساپوری، **الکشف والبیان** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1422ھ)۔

Abu Ishaq al-thalbi, Ahmad bin Muhammad bin Ibrāhīm al-Nesapuri, *Al- kashaf o'l biyān* (Barot: Dar Ahyā'turās ul arabī, 1422 AH)

[2] محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی رازی، **التفسیر الکبیر** (تہران: دار الکتب العلمیہ، 1982ء)۔

Muhammad bin Umar bin Hasan bin Husain bin Ali Rāzi, *Al-Tafsīr ul Kabīr* (Tahran: Dar ul Kutub ul Ilmiyya, 1982)

[3] ناصر الدین ابی سعید بن عبد اللہ بن عمر بن محمد شیر ازی بیضاوی، **انوار التنزیل واسرار التاویل** (لبنان: دار الفکر، 1416ھ)۔

Naṣir ud Dīn Abī S'īd bin Abdullah bin Umer bin Muhammad Shairazi Baizawi, *An war ut Tanzīl o isrārul Tawīl* (Labnan: Dar ul Fikr, 1416 AH)

[4] ابو الفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی** (بیروت: دار الاحیاء التراث، 1987ء)۔

Abu al Fażl Shahāb ud Din Syad Mahmood áloosī, *Rūh ul M'ani fī tafsīr ul Quráh il Azīm wa sab'l Masānī* (Barot: Dar Ahyā'turās ul arabī,1987)

[5] فضل عباس صالح، **الحروف المقطعہ فی اوائل السور** (درجہ الماجستر، جامعہ النجاح الوطنیہ، 2003)۔

Fażal Abās Sāliḥ, *Alḥarof al-Muqatt'a fī awā'lissor* (Darja al-mājister, Jam'h ul-Nijaḥ ul watnīh, 2003)

[6] ابتہال مہندی التمیمی، "الحروف المقطۃ فی القرآن الحکیم الی اللغۃ الانکلیزیۃ،" **مجلہ کلیۃ المامون الجامعہ** 15 شمارہ 2۔(2010ء):1-20۔

Ibtihal Mahndī al Tamīmī, *Alḥarof al-Muqatt'a fīl Quráh il Hakīm ilā Lughat ul inklīziya*, Mujalla Kulya tal Mamōn al jāmiyya, 15 Shumara 2, (2010), 1-20.

[7] علی بو صخر، **اسرار الحروف والاعداد** (ایران: موسسۃ بنت رسول ﷺ الاحیا تراث اھل البیت، 2003ء)۔

Ali bu ṣakhar, *Isrār ul Harōf wal Adād*, (Iran: Mōsas tu Rasōl, Al-ahyāoturāth Ahlil Bayt,2003)

[8] محمد طاہر القادری، **حروف مقطعات کا قرآنی فلسفہ** (لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، 2017ء)۔

Muhammad Tahir ul Qadri, *Harōf Muqat'at ka Qurāni Falsafa* (Lahore: Minhāj ul Qurān Printers, 2017)

[9] الطاف علی قریشی، "قرآن مجید کے حروف مقطعات،" **علم وفکر** جلد 22 شمارہ 1۔(1984ء):91-106۔

Altaf Ali Qurīshi, *Quran Majīd kē Harōfē Muqat'at*, Ilm o Fikr Jild 22 Shumāra 1 (1984):91-106.

[10] ثاقب اکبر، "حروف مقطعات: مختلف آراء کا تجزیاتی مطالعہ،" **نور معرفت** 4 شمارہ 5(2014ء):19-36۔

Thaqib Akbar, *Harōf e Muqat'at: Mukhtalif Āra ka Tajziyaati Mutāl'h*, Noor e Marfat 4 Shumāra 5(2014): 19-36

[11] نجمہ بانو، "الحروف المقطعات ومعانیھا،" الثقافۃ السلامیۃ 1 شمارہ 31 (2014ء):56- 73۔

Najma Banu, *Al- Harōf ul Muqat'at wa m'ānīhā*, Al-thiqafat ul Islamiyya 1 Shumāra 31 (2014): 56-73.

[12] حافظ محمود اختر، **حفاظت قرآن مجید اور مستشرقین** (لاہور: دالنوادر، 2018ء)۔

Hāfiẓ Mahmūd Akhtar, *Hifāẓat e Qurān Majīd aōr Mustashriqīn* (Lahore: Dar un Nawadir, 2018)

[13] Arthur Jeffery, *The Mystic Letters of the Kuran*, The Muslim World, 13(1924): 247-260.

[14] Sachal Smith, "*The Mystery Letters of the Quran*," https://medium.com/esoteric-islam/the-mystery-letters-of-quran-huroof-al-muqattaat-fbc0db57e7ab, accessed on: 21 August, 2020.

[15] : Hartwig Hirschfeld , *New researches into the composition and exegesis of the Quran*, Royal Asiatic society, London,1902,141-143

[16]: Ibid, 142

[17]: Ibid

[18]: Ibid,143

[19]: Ibid

[20] : Eduard Gossens , *upsprung und Bedeutung der Koranischen Siglen*, Der Islam, Vol.13, 1923, pg: 192 (Arthur Jeffery, *The mystic letters of the Koran, the muslim world*, volume 14, 1924, pp. 249)

[21]: Ibid ,150

[22]: Ibid

[23] : Ibid

[24]: Ibid

[25]: Ibid 152

[26]: Ibid

[27]: Ibid 153

[28]: Ibid

[29]: Ibid 154

[30]: Ibid

[31]القرآن، 16: 10

Al- Qurān, 16:10

[32]القرآن، 16 : 101-103

Al- Qurān, 16:101-103

[33]محمد بن عیسیٰ ترمذی، **الجامع**، کتاب التفسیر، باب تفسیر الآیات فی سورۃ النساء(دمشق: احیاء التراث العربیہ، 1965ء)، حدیث: 3033، 2: 438

Muhammad bin Īsa Tirimzī, *Al-jāmi'*, Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat un Nisā'(Damishq: Ahyā' Turāth ul A'rabiyya, 1965), Hadīth:3033, 2:438

[34]ترمذی، **الجامع**، کتاب التفسیر، باب تفسیر الآیات فی سورۃ التوبہ، حدیث: 3086، 2: 476

Tirimzī, *Al-jāmi'*, Kitāb ul Tafsīr, bāb Tafsīr ul Aāyāt fī Sorat ul Tawbah, Hadīth:3086, 2:476

[35]عبد العظیم زرقانی، **مناہل العرفان** (مصر: دار لاحیاء کتب العربیہ، 1996ء)، 173-174۔

Abdul Aa'ẓīm Zarqānī, *Minahi lul Arfān*, (Egypt: Dār ul Ahyā ' ul Kutub ul a'rbiyya, 1996),173-174

[36]ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، **السنن**، کتاب الصوم، باب السخاوۃ فی شہر رمضان (ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 2001ء)، حدیث: 2097، 1: 734

Abū Abdul Rehmān Ahmad bin Shu'ab Nisa'ī, *Al-Sunan*, Kitāb ul Ṣawm, bāb ul sakhawah fī Shahrī Ramażān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa',2001), Hadīth: 2097, 1:734

[37] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الفضائل القرآن، باب تاویل القرآن (ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، 2007)، حدیث: 4951،
327 :2

Abū Abdullah Muhammad bin Isma ʿīl bukhārī, *Al Jāmi ʿul Ṣahīh*, Kitāb ul Faẓāil ul Qurān, bāb Tawīl ul Qurān (Riāż: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,2007), Hadīth:4951, 2: 347

[38] احمد بن حنبل، **المسند** (بیروت: دار الکتب العربیہ، 1997ء)، 33: 417۔

Ahmad bin Hanbal, *Al- Masnid* (Barot: Dār ul Kutub ul A ʿrbiyya, 1997), 33:417

[39] بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، باب مکروہ النوحہ علی المیۃ، حدیث: 7405، 3: 453

Bukhārī, *Al Jāmi ʿul Ṣahīh*, Kitāb ul Janā'z, bāb Makrōh al- nawha alal Mayyitah, Hadīth:7405,3:453

[40] عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار احیاٗ التراث العربی، 2005ء)، 1:50۔

Imād duddīn abū al fidā' Ibn e Kathīr, *Tafsīr ul Qurān il Azīm* (Barot: Dār ul Aḥya'tarath ul arabī, 2005), 1:50

[41] ابو داؤد سلمان بن اشعث، **السنن**، کتاب الحدود، باب الرجم فی بیان المنکوح (ریاض: دار السلام للنشر والتوزیع 1998ء)، حدیث: 4418، 2: 213

Abu Dawōd Salmān bin Asha ʿat, *Al-Sunan*, Kitāb ul Hadōd, bāb al-Rajam fī biyān ul mankōh (Riāẓ: Dār ul Salām lil nashir wa tawzīa ʿ,1998), Hadīth:4418, 2:213

[42] حافظ محمود اختر، **حفاظت قرآن اور مستشرقین**، 356۔

Hāfiẓ Mahmōd Akhtar, *Hifaẓat e Qurān awr Mustashriqīn*, 356

[43]: خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، 1: 667، ح: 2164

Khatīb Tabrezi, Wali ud dīn, Mishkāt ul Masabīh, 1:667,

[44]: ایضاً، 1:670، ح: 2178

Ibid, 1:670

[45]، ایضاً، ج: 1، ص: 665، ح: 2155

Ibid, 1:665

[46]: بخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب تالیف القرآن، ح: ۴۹۵۱

Bukhārī, *Al Jāmi ʿul Ṣahīh*, Kitāb ul Janā'z, Kītab Talīf ul Qurān, 4951

[47]: خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، ج: 1، ص 268

Khatīb Tabrezi, Wali ud dīn, Mishkāt ul Masabīh, 1:268

[48]: ایضاً، ص 274، ح: 867

Ibid, 1:274

[49]: جلال الدین سیوطی، الاتقان، 1 : 62

Jalálul Din Syūtī, Al-Ittiqān, 1:62

[5050] Willium Muir, *Life of Mahomet*, (London: Smitha & Elder Publishers, 1861), 17.

[51] Ibid 19.

[52] Ibid., 14.

[53] Keith Massey, "*A New Investigation into the Mystery Letters of the Quran*," http||www.keith Massey.com, 2013, 497, accessed on 23 August 2020

[54] Ibid., 500.

[55] Rodwell, J. M, *The Karan*, (London: Dentt,Publishers, 1909), 10

[56] Hans Bauer, *Uber die Anordnung der Suren und aber die geheimnisvollen Buchstaben im Qoran,* Zeitschrift der Deutschen Morgenländischen Gesellschaft, 75 (1921), 1-20

[57] Bell, *Introduction to the Quran*, 55.

[58] Ibid., 57.

[59] Ibid., 54.

[60]: Eduard Gossens, *Introduction to the Quran*, 56

[61]:James A. Bellamy, "Old Abbreviations of the Basmalah," *Journal of the American Oriental Society* 93 no. 3 (1973), 271.